جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

عطاء الرحمٰن ثاقب

سیاست مختلف قواعد و ضوابط پر مبنی حکمت عملی ہے جس سے کاروبار حکومت چلتا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور فارمولہ زندگی ہے کہ جس میں زندگی سے متعلقہ ہر سوال کا جواب موجود ہے خواہ وہ سوال دین و مذہب سے متعلق ہو یا سیاست و حکومت سے۔ اسلام پہلے دن سے ہی انسانیت عامہ کے لئے امن و سکون کا جویا رہا ہے' ہر شعبے میں اسلام کی رہنمائی موجود ہونے کی علت ہی یہی ہے کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کوئی ایسا وضعی قانون نہ ہو جس سے انسانیت کی امن و سلامتی کو خدشہ لاحق ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سیاست کو بھی شتر بے مہار نہیں چھوڑا۔ تاکہ یہ ایسے قوانین کا مجموعہ بن کر نہ رہ جائے جو بنی نوع انسان کے لئے سکون و اطمینان فراہم کرنے کی بجائے مصیبت کا باعث بن جائے۔

دین کو سیاست سے الگ کرنے کا انجام بڑا ہی بھیانک ہے کیونکہ اس صورت میں سیاست ڈپلومیسی کے نام سے اپنی بقاء و استحکام کے لئے ہر قسم کا حربہ استعمال کرے گی خواہ اس کا اخلاق سے کوئی واسطہ نہ ہو' اخلاقی اقدار اور مذہبی تعلیم کو وہ اپنے لئے چیلنج سمجھے گی اور قوم' رنگ' نسل اور وطن کے امتیازات کو فروغ دے گی تاکہ افراد معاشرہ اس طاغوتی طوق میں گرفتار رہیں اور اسے بقاء و دوام اور مزید استحکام حاصل ہو۔ مگر اسلام نے جہاں اقتدار اعلیٰ کو فقط اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا ہے۔ وہاں سیاست میں اخلاقی اقدار کو بھی نافذ کیا ہے۔ رشوت' چور بازاری' جھوٹ' مکر و فریب اور چالبازی کو حرام قرار دیا ہے' معاشرے سے ان برائیوں کے استیصال کے لئے مکمل ہدایات دی ہیں۔ اور سیاست کو گندگی اور آلودگیوں سے پاک کیا ہے۔ چنانچہ پاکیزہ سیاست فقط اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ قیصر کا حق قیصر کو اور خدا کا حق خدا کو دو چنانچہ عقیدہ عیسائیت کے مطابق دین و دنیا کے لئے الگ الگ پیشوا ہونے چاہئیں اور یہی حال یہودیت کا ہے۔ مارٹن لوتھر اور کمیاولی نے اس میدان میں بہت کام کیا۔۔۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کرنے سے عیسائی معاشرے میں بہت سی خرابیوں نے جنم لیا تھا' ہر شخص دنیوی اور سیاسی حالات میں چالبازی' رشوت اور مکر و فریب کو اپنانے میں کسی دریغ سے کام نہ لیتا' افراد حکومت خوف خداوندی اور للہیت سے عاری ہو گئے اور مطلق العنانی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔۔۔ ذہنی سکون عنقاء ہو گیا اور معاشرہ اضطراب و قلق کا شکار ہو

گیا۔

جب بھی دین و سیاست میں جدائی ہوتی ہے تو نتیجتاً" دو گروہ وجود میں آتے ہیں۔

۱۔ ایک گروہ ان لوگوں کا جو اصحاب تقویٰ اور اہل علم تو ہوتے ہیں مگر حرب اور جاہ و مال سے عاری ہوتے ہیں۔

۲۔ اور دوسرا وہ جو اصحاب جاہ و جلال اور اہل دولت و سطوت تو ہوتے ہیں مگر اقامت دین کے نصب العین سے نابلد اور ناآشنا ہوتے ہیں--- جب کہ ہونا یہ چاہئے کہ سیاسی میدان میں اتر کر اقامت دین کو نصب العین قرار دیا جائے اور اس کے لئے جدوجہد کی جائے۔

سیاست کو دین سے اور دین کو سیاست سے اس لئے بھی جدا نہیں کیا جا سکتا کہ سیاست احکام الٰہی کی تنفیذ کا ایک ذریعہ ہے۔ دین و سیاست میں اگر جدائی تسلیم کر لی جائے تو لازماً" عوام سیاست میں اخلاقی اقدار اور دینی روایات سے محروم ہو جائیں گے اور وہ اقتدار کے حصول کے لئے طبقات میں منقسم ہو جائیں گے' دینی و اخلاقی اقدار ختم ہوں گی اور مکاری' چالبازی اور فریب و دغا میں مہارت و حذاقت سیاست کہلائے گی۔

دین نام ہے اخلاق کا' تہذیب و اصلاح معاشرت کا' خوف الٰہی اور للہیت کا' امانت و دیانت کا' شرافت و صداقت اور عدل و مساوات کا--- دین نہیں تو عدل و انصاف نہیں' مساوات نہیں' امانت و دیانت نہیں' شرافت و صداقت اور خوف و للہیت نہیں--- یہ سب کچھ نہ رہے تو سیاست نام رہ جاتا ہے مکر و فریب کا' ظلم و تشدد' لوٹ مار اور چالبازیوں کا' ڈکٹیٹر شپ اور مطلق العنانی کا-- مگر دین عوام و خواص' افراد حکومت اور دوسرے افراد معاشرہ کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر دیتا ہے اور اس کا سر اللہ رب العزت کے سامنے خم کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس میں غریب و امیر' چھوٹا بڑا' سرمایہ دار و مزدور اور عوام و خواص سب اللہ کے قانون کے آگے برابر ہیں۔ عدل و مساوات اس کا درس ہے۔ اونچ نیچ کا خاتمہ اس کا نصب العین ہے' وحدت و مساوات انسانی اس کا پیغام ہے--- اور ظلم و ستم کا استیصال اس کی تعلیم ہے' چنانچہ سیاست و مذہب کو اکٹھا کر کے ہی نسل انسانی کو مجتمع کیا جا سکتا اور اس کی خیر خواہی کی جا سکتی ہے

جہاں بھی لوگ اکٹھے ہوں' اجتماع ہو وہاں معاشرہ جنم لیتا ہے اور جہاں معاشرہ ہو وہاں لازماً" ایسے قوانین و قواعد کی ضرورت ہے جن کے تابع ہو کر افراد معاشرہ عدل و انصاف اور امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اسلام نے معاشرے کے اندر رئیس و سائیس کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے میں سے ایک کو امیر منتخب کر لیا کرو تو جب چھوٹی جماعتوں میں رئیس و قائد کا ہونا ضروری ہے تو بڑی جماعتوں میں امارت و قیادت کا ہونا بدرجہ اولیٰ

لازمی ہے جو سیاست کے بغیر ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے بغیر معاشرے کے مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ پھر امن و سکون کے بغیر حکومت کا کوئی فائدہ نہیں اور دین کے بغیر امن و سکون کا امکان نہیں۔ چنانچہ معاشرہ' امن و سکون' حکومت اور دین کا تعلق اس قدر گہرا ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ان کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر"

"کہ اگر ہم ان (مسلمانوں اور مومن بندوں) کو زمین میں جگہ دیں تو وہ (اقامت دین کی جانب توجہ دیتے ہیں اور اس کے لئے) نماز کی اقامت کا اہتمام کرتے ہیں' زکوۃ ادا کرتے' نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں"

اس آیت کریمہ میں پہلے حکومت و سیاست اور پھر اقامت دین کا ذکر کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقامت دین اور سیاست لازم و ملزوم امور ہیں۔

مفکرین اسلام میں سے امام ابن تیمیہ' امام غزالی' ماوردی' نظام الملک طوسی' ابن خلدون' جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال تمام کا نظریہ یہی ہے کہ دین و سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین و سیاست کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ان کا تصور ہی محال ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ان کان الدین مجردا من الدولتہ فتفسد احوال الناس"

"یعنی جب دین کو سیاست و حکومت سے جدا کر دیا جائے تو لوگوں کے معاشرتی حالات کا بگڑ جانا ایک لازمی امر ہے"

امام غزالی لکھتے ہیں کہ

"لا بد من الامام المطاع لا قامتہ حدود اللہ ودینہ"

"کہ نظام دین ایک ایسے امام کے ذریعے سے حاصل ہو سکتا ہے جس کی لوگ اطاعت کرتے ہوں"

"ان کے نزدیک دین مقصود بالذات ہے اور سیاست و حکومت حصول دین کا ذریعہ ہے اور بغیر دینی حکومت کے اخروی سعادت کا تصور ہی محال ہے"

نظام الملک طوسی کا قول ہے کہ نظم و نسق اور فلاح و بہبود مخلوق کے لئے دین و سیاست دونوں کا ہونا ایک ضروری چیز ہے اور اگر سیاست و دین جدا ہو جائیں تو ملک کے حالات بگڑ جاتے ہیں' طاقت

ور آدمی سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے اور من مانی طریقے سے حکمرانی کرنے لگتا ہے' خون ریزی اور لوٹ مار بڑے پیمانے پر شروع ہو جاتی ہے' چنانچہ دینی شعائر اور اخلاقی اقدار کو نافذ کرنے کے لئے حکومت و سلطنت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

امام ابن خلدون کا نظریہ ہے کہ سیاست و خلافت بھی دین کی طرح مقصود بالذات ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عہد صحابہ اور قرون اولیٰ سے بڑھ کر شرعی امور کی پابندی اور کسی زمانہ میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود خلافت قائم کرنے سے تغافل و تساہل نہیں برتا گیا۔

"لا یامن الا مامتہ لسیاستہ الامور وتنفیذ العدل فی المجتمع فانہا ثابتتہ شرعا وعقلا"

"کہ معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کے لئے امامت و سیاست کا ہونا شرعاً و عقلاً" بہت ضروری ہے"

جمال الدین افغانی لکھتے ہیں کہ حکومت و سیاست حفاظت دین کا ایک ذریعہ ہے۔ دین تہذیب اخلاق اور حصول فضائل کا نام ہے اور یہ کام بغیر حکومت کے ممکن نہیں ہے۔ اگر سیاست مذہب میں شامل نہ ہو تو ہم بہت سے فرائض کو ادا کرنے سے قاصر رہیں گے۔

علامہ اقبال سیاست اور مذہب میں ناقابل شکست رشتہ بتلاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سیاست کی جڑ انسان کی روحانی زندگی میں ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ انسانی روح کی جلا سیاست کے بغیر ممکن نہیں۔

جب یورپ میں دین و سیاست میں علیحدگی ہو گئی اور وہاں کے حالات غیر متوازن ہوئے تو علامہ اقبال نے فرمایا۔

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا   چلی کچھ نہ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی   ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

علامہ اقبال کے نزدیک سیاست کو دین سے جدا کرنا تن کو جان سے جدا کرنے کے مترادف ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی   کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

پس دین و سیاست لازم و ملزوم امور ہیں اور اگر ان میں علیحدگی کر دی جائے تو پھر سیاسی اداروں میں کفر و الحاد اپنے قدم مضبوط کرے گا۔ اس طرح وہ فسق و فجور کے مرکز بن جائیں گے اور ملحدین' کیمونسٹ سیکولرازم کے علمبردار اور مفاد پرست گٹھ جوڑ کر کے لا دینی نظام کو ارض الٰہی پر مسلط کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں گے اور پھر جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو چونکہ قوت و سلطنت ان کے پاس ہو گی' اس لئے دینی راہنما ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ دینی

روایات ختم ہو جائیں گی' عزتیں لٹیں گی' ستم ٹوٹیں گے' آبروئیں پامال ہوں گی اور کوئی نہ ہو گا جو بے حیائی' فحاشی و عریانی اور ظلم و ستم کے سیلاب کو روک سکے اور لادین سیاستدانوں کے خلاف محاذ آرائی کر سکے۔۔۔ کوئی نہ ہو گا جو شرافت و دیانت کا علم بلند کر سکے اور یوں قہر خداوندی جوش میں آئے گا اور تباہی و بربادی اس معاشرے کا مقدر بن جائے گی۔

الغرض کسی معاشرے کی فلاح و بہبود اسی وقت ممکن ہے جب دین اور سیاست ایک ساتھ چلیں' بلکہ سیاست دین کے تابع ہو' دین کے بغیر شتر بے مہار نہ ہو۔ اسی میں ہر معاشرے کی فلاح و نجاح ہے اور اسی میں اس کی نجات کا راز مضمر ہے۔ کیا ہمارے علماء کرام اور سیاستدان اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

ضروری اطلاع

احباب جماعت کو پڑھ کر یقیناً افسوس ہو گا کہ مجلّہ ترجمان السنہ عارضی طور پر بند کیا جا رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ مدیر مجلّہ کی تعلیمی مصروفیات کا شدید حرج ہے ہم نے یہ مجلّہ خالصتاً" قرآن و سنت کی خدمت کے لئے جاری کیا تھا اور الحمدللہ ہم نے حتی المقدور اپنا فرض ادا کیا ہے اس مجلّہ کا اجراء شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں کیا گیا تھا مجلّہ نے ایک خصوصی نمبر حافظ محمد گوندلوی" کی یاد میں اور تین خاص نمبر شہید اسلام کی یاد میں جاری کئے جو کہ ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں آنے والے وقت میں امام العصر پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے مجلّہ کی فائلیں ممد و معاون ثابت ہوں گی ہم نے کوشش کی کہ شہید اسلام نے قوم کو جو شعور عطا فرمایا اور مسلک کی خدمت کا جو جذبہ نوجوانوں میں معجزن فرمایا اسے زندہ رکھا جائے اس کے لئے ہم نے مجلّہ میں بار بار شہید اسلام کے افکار اور ان کے نظریات جو وہ خصوصاً" جمہوریت اور غاصب حکمرانوں کے حوالے سے رکھتے تھے کو بیان کیا اس حوالے سے ہم نے ہر موقع پر کسی بھی مصلحت کو بالا طاق رکھتے ہوئے اپنے عظیم ترین اسلاف کی روایات کو اپناتے ہوئے ماضی قریب کے ہر غاصب' ظالم اور جابر حکمران کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور ان عناصر کی حوصلہ شکنی بھی کی جو جمہوریت کی مخالفت کے نام پر اہلحدیث کو دوبارہ اس ملک میں اچھوت بنانے کے درپے ہیں اس کے علاوہ ادارہ اپنے قلمی معاونین اور جناب مولانا عطاء الرحمن ثاقب صاحب کا شکریہ ادا کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے مجلّہ کی انتظامی ذمہ داریاں اور تسریحات کے تحریر کرنے کا فریضہ بخوبی انجام دیا جزاک اللہ احسن الجزاء بھائی عبدالرشید بھی ادارہ کے شکریہ کے مستحق ہے جنہوں نے مجلّہ کی طباعت کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دیں۔ منجانب ادارہ ترجمان السنہ